OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN: 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 9-24

مقاصد سلوک: بدیع الزماں سعید نورسی علیہ الرحمۃ کے افکار کے تناظر میں

Objectives of Sufi Path in the Light of Badi'al Zaman Saeed Nursi's Thoughts

Muhammad Amir Hamza

Assistant Professor of Islamiat, Govt. MM Zakir College Amin Pur Banglaw, Chiniot.

Abstract

Nursi stipulates a very comprehensive type of Objectives of Suluk. That's why even the deniers of Mysticism cannot refute his ideas. He does not limit Mysticism only to esotericism. Rather he advocates that a Saalik must undertake the reformation of the society along self-reformation. In his opinion, a Saalik must play his role for the betterment of the society. For Nursi, it is mandatory for a Saalik to have absolute Love for Allah, and he must submit to His will, have patience and trust, and be grateful. Moreover, it is elementary for a Saalik to wholly consign himself to Allah. And when he succeeds in entrusting all his matters to Allah, he should start his struggle to improve the society, beginning from home. Nursi gives immense importance to the congregations that aim at religious edification for the reformation of society. He states that the Objectives of Suluk cannot be achieved successfully until a Saalik succeeds in reforming the society.

Key Words: Nursi, Suluk, Thoughts, Congregations, Reforming, Society.

بدیع الزماں نورسی علیہ الرحمۃ تصوف و طریقت میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں۔ آپ نے اصلاح معاشرہ اور راہ سلوک میں بے شمار آزمائشیں اور تکالیف برداشت کی ہیں حتی کہ قید و بند کی

صعوبتیں اور مسلم و غیر مسلم ہر قسم کے طبقات سے جسمانی و نفسیاتی ہر طرح کی اذیتوں میں سے گزرے لیکن اس سب کے باوجود آپ کی زبان پر کبھی بے صبری یا ناشکری کے الفاظ نہیں آئے۔ بلکہ آپ نے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے شکر کو ہی اپنا ورد بنائے رکھا۔

یہ شاید ایسی ہی قسم کی تکالیف برداشت کرنے کی وجہ سے تھا کہ آپ طریقت و تصوف میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں اور جذب و سلوک کی مباحث میں آپ کی آراء کو قول فیصل تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ آپ ایسے صوفیہ کا سختی سے رد فرماتے ہیں جو اتباع شریعت سے بغاوت اختیار کر کے حقیقت و معرفت کی منازل طے کرنے کا دعوی کرتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کے خیال میں کوئی بھی سالک اس وقت تک راہ راست پر قائم نہیں رہ سکتا جب تک وہ شریعت مطہرہ کا مکمل پابند نہ ہو۔ بلکہ آپ نزدیک سالک کے لیئے سب سے پہلے کرنے کا کام ہی یہی ہے کہ وہ سنت نبوی پر مکمل طور پہ عمل پیرا ہو تاکہ اس کے تمام اعمال و افعال، دین اسلام کے تابع ہو جائیں۔ کیونکہ آپ کے نزدیک شریعت پر اس وقت تک اس کی روح کے مطابق عمل ہی نہیں کیا جا سکتا جب تک صاحب شریعت کا خیال اور اس کی محبت قلوب میں راسخ نہ ہو جائے۔[۱]

اسی لیئے آپ علیہ الرحمۃ ایسے صوفیہ کا سختی سے رد فرماتے ہیں جو اس بات کا دعوی کرتے ہیں کہ شریعت تو صرف ایک ظاہری لباس ہے جبکہ سلوک کا اصل مقصد تو باطنیت کا حصول ہے اور اس دعوی میں وہ شریعت کی مخالفت کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں۔ لہذا بدیع الزماں نورسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک سلوک کا ایسا طریقہ جو شریعت کے مخالف لے جائے اور جو عمل سے غافل کر دے ،روح اسلام کے خلاف ہے۔[۲] بلکہ آپ کے نزدیک سلوک کے کچھ مقاصد ہیں جو سالک کے راہ سلوک اختیار کرنے سے مقصود اور مطلوب ہوتے ہیں۔ لہذا ایسا طریقہ سلوک جو ان مقاصد کے حصول سے خالی ہو وہ نورسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک صرف ضیاع وقت ہے۔ اس لیئے نورسی علیہ الرحمۃ سلوک اور تربیت سالک سے کچھ مقاصد کے حصول کے خواہاں نظر آتے ہیں اور ان مقاصد کو نورسی علیہ الرحمۃ نے اپنی مختلف کتب اور رسائل میں بیان کیا ہے۔ جنہیں تین اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے: ۱۔ اللہ تعالیٰ اور سالک سے متعلق مقاصد سلوک ۲۔ سالک کی روحانی تربیت و اصلاح سے متعلق مقاصد ۳۔ سالک کی سماجی اور دنیوی امور سے متعلق تربیت کے مقاصد۔

ا۔ اللہ تعالیٰ اور سالک سے متعلق مقاصد سلوک

نورسی علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ سے کامل محبت، عشق، خلوص اور عبادت و ریاضت میں خشوع و خضوع کے بغیر سلوک کو نامکمل گردانتے ہیں۔ آپ کے نزدیک سالک کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق میں، اس کے خلوص کو پرکھنے کے لیئے اسے مختلف طریقوں سے آزمایا جاتا ہے، کبھی کوئی دنیوی تکلیف دے کر اور کبھی توقع سے زیادہ نعمتیں دے کر سالک کے تعلق الی اللہ کے دعوے کا امتحان لیا جاتا ہے۔(۳)

کیونکہ نورسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک سالک کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو دنیا و مافیہا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب رکھے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی بجالانے کا حق ادا کرے جو عجز و انکساری کے بغیر ممکن نہیں۔(۴) اور سالک کا اللہ تعالیٰ سے تعلق اسی صورت میں مضبوط ہو گا جب وہ اپنے تمام امور بارگاہ ربوبیت کے سپرد کر دے اور آسائشوں اور تکالیف کو اس کی حکمت پر محمول کرے اور اپنے عقیدہ اور اعمال کو بیم ورجاء کے مابین اعتدال پر رکھے۔ لہذا نورسی علیہ الرحمۃ، سالک کی تربیت کے لیئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو مضبوط کرنے کی غرض سے درج ذیل آداب مقرر کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ سے محبت

آپ علیہ الرحمۃ کے نزدیک سالک کے لیئے سلوک الی اللہ کے مقصد کے حصول کے لیئے ضروری ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے عشق و محبت کا تعلق استوار کرے۔ آپ علیہ الرحمۃ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عجز و انکساری کے اظہار کو بھی عشق کے اظہار کی ایک صورت قرار دیتے ہوئے اسے تقرب الی اللہ کا ذریعہ ٹھہراتے ہیں۔(۵) آپ فرماتے ہیں کہ اگر سالک اللہ تعالیٰ کا محبوب بننا چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ عبودیت کا راستہ اختیار کرے۔ لہذا آپ کے نزدیک انسان کی اصل روحانی قوت و طاقت، در اصل توکل اور عجز و انکساری میں مضمر ہے جس کے اظہار کی ایک صورت بارگاہ ربوبیت میں دعاء کی کثرت ہے۔ لہذا سالک، کثرت دعاء، عجز اور انکساری کی سے جو مراتب حاصل کر سکتا ہے، ان کا حصول سلوک کے دیگر طرق سے ممکن نہیں۔(۶)

البتہ نورسی علیہ الرحمۃ دنیوی نعمتوں اور آسائشوں سے لطف اندوز ہونے کو بھی محبت الٰہی کے حصول کا وسیلہ قرار دیتے ہیں اور اس نظریے کا رد کرتے ہیں کہ دنیا کی محبت اور اس کی

طلب، سلوک کے منافی ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دنیا کی محبت سے اللہ تعالیٰ سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے اور محبتِ دنیا سلوک الی اللہ کے طریقوں میں سے ایک طریقہ ہے۔ کیونکہ دنیا سے محبت کرنے سے سالک کو ذکر اور فکر کی ہر دو لذتیں حاصل ہوتی ہیں جیسے حضرت ابراہیمؑ نے محبت الٰہی اور اس پر پختہ ایمان کے حصول کے لیئے اللہ تعالیٰ سے مردوں کے زندہ ہونے کے نظارے کو اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھنے کا مطالبہ کیا تھا جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ سے سوال فرمایا کہ کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت پر ایمان نہیں جس پر حضرت ابراہیمؑ نے عرض کی:

"قَالَ بَلَى وَ لٰكِنْ لِيَطْمَئِنَّ "(۷)

اس لیئے نورسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک دنیا اور اس کی ظاہری راحتوں سے محبت، اللہ تعالیٰ کے ذکر، شکر اور تفکر فی آلاء اللہ کا سبب ہے۔ اس لیئے آپ علیہ الرحمۃ کے بقول محبت دنیا اور محبت خدا میں سے ہر ایک کو دوسرے سے جدا کرنا سلوک الی اللہ کے مقاصد کے خلاف ہے۔ جس طرح ذکر اور فکر میں سے ہر ایک کو دوسرے سے جدا کرنے سے مقاصد سلوک کا حصول ناممکن ہے۔(۸)

خشیت الٰہی

سالک اور اللہ تعالیٰ سے متعلقہ مقاصد سلوک میں سے دوسرا مقصد سلوک، خوف الٰہی ہے۔ شیخ نورسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک تقوی اور خشیت الٰہی بھی اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب کا ذریعہ ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے محبت کے درجے کے حصول کے لیئے سالک کے لیئے ضروری ہے کہ وہ پہلے تقوی اور خشیت کے مراحل عبور کرے۔(۹)

اس کی وجہ شیخ نورسی علیہ الرحمۃ یہ بیان کرتے ہیں کہ عجز و انکساری اور محبوب کی ناراضگی کا خوف بھی در اصل محبوب کی محبت میں ایسے اعمال کرنے کی ترغیب دلاتے ہیں جس سے محبوب راضی ہو۔ اس لیئے خشیت الٰہی، محبت الٰہی کے حصول کا ابتدائی درجہ ہے۔

لہذا شیخ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس دل میں خشیت الٰہی نہیں ہے اس میں ایمان نامکمل ہے اور دل کے خشیت سے محروم ہونے سے اس پر غیر اللہ کی خشیت کا پردہ پڑ جاتا ہے جس کے نتیجے کے طور پر ایسا انسان ہر ظالم اور متکبر انسان سے ڈرتا ہے اور بالآخر دنیا میں ذلیل و رسوا ہو جاتا ہے۔ لہذا دنیا کی رسوائی اور ذلالت سے بچنے کا واحد حل سالک کے پاس خشیت الٰہی کے سوا اور کچھ نہیں۔(۱۰)

تسلیم

انسانی زندگی بہت سے حوادث زمانہ پر مشتمل ہے۔ انسان آئے روز اس فانی دنیا میں کسی نئی آزمائش میں مبتلا ہوتا رہتا ہے جس کی وجہ سے اس کی سوچ اور مزاج کی کیفیات میں تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔ اور یہی انسان کا امتحان ہے کہ انسان طبیعت کی مختلف حالتوں میں اللہ تعالی کے ساتھ جانثاری اور ہر حالت میں تقدیر کو تسلیم کرتے ہوئے صبر ورضا کے دامن کو تھام لیتا ہے یا گردش لیل ونہار اور دنیاوی زیب وزینت سے متاثر ہو کر دنیا کے لالچ میں مبتلا ہو کر زندگی کے کسی موڑ پر شکوہ کناں ہوتا ہے۔

نورسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ا اللہ تعالی انسان کو کبھی خیر کے ذریعے اور کبھی شر کی آلائشوں میں مبتلا کر کے انسان کو آزماتا ہے لیکن حقیقی معنوں میں سالک الی اللہ وہی شخص ہوتا ہے جو بیم ورجا کے درمیان کے راستہ کا انتخاب کرتا ہے اور خوشحالی اور تنگ دستی کی حالت میں صبر و رضا کا دامن نہیں چھوڑتا۔[۱۱]

نورسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عجز اور بے بسی بھی انسان کو اپنے تمام معاملات اللہ تعالی کے سپرد کرنے پر مجبور کرتی ہے مثلاً بارش اگر خاص موسم کے ساتھ یا خاص اسباب کے ساتھ مخصوص ہو جائے تو شکر اور اللہ تعالی سے امید کا دروازہ بند ہو جائے گا، جبکہ بعض اوقات بارش محکمہ موسمیات کی پیش گوئیوں کے برعکس بھی برستی ہے۔ اس لیے اس قسم کے تمام نظائر انسان کو اللہ تعالی کی بارگاہ میں رجوع کرنے پر مجبور کرتے ہیں۔[۱۲]

بندگی اور تصور حریت

نورسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اللہ تعالی کی بندگی کا پختہ تصور انسان کو آزادی کا تصور بخشتا ہے اور اسے دنیا، انسانوں اور ہر قسم کے دنیاوی خوف سے آزاد کر دیتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کے ذکر سے آباد دل کبھی لوگوں کی غلامی قبول نہیں کرتا۔[۱۳] یعنی جو اللہ تعالی کا بندہ بن جاتا ہے اللہ تعالی اسے لوگوں کے سامنے رسوا ہونے سے بچا لیتا ہے۔

آپ کے نزدیک ایمانی طاقت کی مقدار کے مطابق انسان کی آزادی میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور آپ علیہ الرحمۃ اس کی وضاحت میں مزید فرماتے ہیں کہ انسان جس قدر اللہ تعالی کی بندگی اور عبادت میں اضافہ کرے گا اسی قدر وہ دنیا اور اس کی نعمتوں سے بے نیاز ہو جائے گا۔ لیکن کیا

اس بے نیازی اور آزادی میں بڑے، اولیاء اور صلحاء کی اطاعت کی آزادی بھی شامل ہے ؟اس کے جواب میں نورسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگرچہ علماء اور صلحاء نے روحانی طور پر یہ مقام اللہ تعالیٰ کی بندگی سے ہی حاصل کیا ہے لیکن ان کا ادب مشروط طور پر کرنا ضروری ہے کہ جب تک ان میں تکبر، اپنی عظمت اور بڑائی کا احساس اور لوگوں کو ذاتی غلام بنانے کی ہوس نہیں ہوتی اس وقت تک ان کا ادب واحترام کرنالازم ہے جس سے تقوی میں اضافہ ہوتا ہے۔ لیکن اس کے برعکس بے عمل علماء اور صوفیاء کا آپ علیہ الرحمۃ سختی سے رد فرماتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی کی بندگی سے حاصل ہونے والی آزادی دو چیزوں سے مشروط ہے:

۱۔ وہ مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو تکلیف نہ پہنچائے اور اسے اپنے سے حقیر نہ سمجھے۔

۲۔ مسلمان ایک دوسرے کو اللہ تعالی کے سوا کارساز نہ بنائیں۔

اس کے برعکس اللہ تعالی کی بندگی بجالانے کے بغیر آزادی کا دعوی باطل ہے کیونکہ ایسی آزادی نفس امارہ، وحشی پن اور ظلم کی پیداوار ہوتی ہے۔[۱۴]

۲۔ سالک کی روحانی تربیت واصلاح سے متعلق مقاصد

علامہ نورسی علیہ الرحمۃ راہ عزیمت کے مسافر تھے۔ آپ علیہ الرحمۃ نے غربت وافلاس میں بھی خودداری اور دینی حمیت پر آنچ نہیں آنے دی۔ اسی لئے آپ علیہ الرحمۃ نے جو تصوف کے مقاصد اور میزان متعین کی ہے وہ یقیناً راہ سلوک میں مینارہ نور ثابت ہوتی ہے۔ آپ کے نزدیک سلوک، لوگوں کے شر سے بچنے، گوشہ نشینی، رہبانیت، دنیا کے فتنوں سے بچنے اور خود کو دنیا کے مفاسد اور برائیوں سے بچانے کا نام نہیں بلکہ آپ کے نزدیک سلوک سے مراد وہ عملی مقاصد ہیں جن کے حصول کے لیے سالک کو عزیمت کی کٹھن راہوں کا مسافر ہونا پڑتا ہے اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ پہ راضی رہنااور ہر قسم کی تکلیف پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ضروری ہوتا ہے۔

لہذا آپ علیہ الرحمۃ سلوک کے مقاصد کے باب میں امتیازی مقام رکھتے ہیں آپ کے خیال میں مقاصد سلوک میں سب سے اہم، مرکزی اور بنیادی مقصد رضائے الہی کا حصول ہے اور باقی تمام مقاصد اس کی فرع کا درجہ رکھتے ہیں۔

عقل و قلب کے مابین توازن

عقل و قلب کے مابین توازن سے متعلق نورسی علیہ الرحمۃ کا نظریہ یہ ہے کہ قلبی امراض اور خواہشات کی کثرت کی وجہ سے عقل کی ہدایت اور صوابت رائے میں بھی کمزوری اور کمی آجاتی ہے۔ اس لیے آپ علیہ الرحمۃ کے خیال میں سالک کے لئے ضروری ہے کہ اس کے عقل و قلب میں ہم آہنگی پائی جائے۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ تزکیہ صرف دل کا ہی نہیں بلکہ عقل کا بھی ہوتا ہے کیونکہ عقل کی نشوونما کے لئے مختلف علوم جبکہ قلب کی روحانی نشوونما کے لیے نصاب تصوف کا ہونا ضروری ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ خواہشات نفسانی کی کثرت صرف قلب کے فساد سے ہی نہیں بلکہ عقل کے فساد کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔(۱۵) کیونکہ قلبی امراض، قلب پر اثر انداز ہوتے ہیں جس کی وجہ سے خواہشات نفسانیہ کی پیروی میں عقل رکاوٹ نہیں بنتی۔ جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ"(۱۶)

آپ عقل و قلب کے تعلق کی ایک مثال سے وضاحت کرتے ہیں کہ ایمان صرف علم سے ہی حاصل نہیں ہوتا کیونکہ انسان کے بہت سے لطائف ہیں: مثلاً جسم، روح، قلب اور نفس کے لطائف جن میں سے ہر ایک کے لیے ایمان کی غذا کا میسر ہونا ضروری ہے۔ جبکہ علم تو صرف عقل کو غذا فراہم کر سکتا ہے۔ جس طرح معدہ میں غذا جانے کے بعد اس سے حاصل ہونے والی توانائی پورے بدن کو مہیا ہوتی ہے اسی طرح تمام انسانی لطائف کے لئے بھی ایمانی غذا کا میسر ہونا ضروری ہے۔(۱۷)

آپ علیہ الرحمۃ قلب کو تمام واردات، احوال اور عواطف کا مرکز قرار دیتے ہیں جس پر حقیقی اور مجازی ہر طرح کے عواطف اثر انداز ہوتے ہیں۔ اس لیئے نورسی علیہ الرحمۃ کے خیال کے مطابق سالک کے ضروری ہے کہ وہ مجازی واردات کی بجائے صرف حقیقی واردات کے لیئے اپنے دل کو خاص کرے ورنہ اس کے گمراہ ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیئے آپ علیہ الرحمۃ سالک کو ایسی گمراہی سے بچنے کے لیئے شیخ کامل کی صحبت اختیار کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کے بقول جس طرح شفا خانے جسمانی بیماریوں کے علاج کے لیے قائم کیے جاتے ہیں اسی طرح کامل شیوخ اور خانقاہیں روحانی بیماریوں کے علاج کیلئے قائم کی جاتی ہیں۔ اس لئے دل کو حق

کے ساتھ خاص کرنے اور مجازی واردات اور خواطر سے بچنے کے لئے ولی کامل سے رہنمائی لینا سالک کے لئے ضروری ہے۔[۱۸]

معنوی اصلاح

نورسی علیہ الرحمۃ معنوی اصلاح کو اہم ترین مقصد سلوک قرار دیتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ اس باب میں گوشہ نشینی اور تنہائی کی مکمل نفی کرتے ہیں اور معنوی اصلاح اور تربیت کے لیے سیر و سیاحت اور مشاہد قدرت میں غور و فکر کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کے نزدیک جلوت اور سیر وسیاحت سے سالک کو عین الیقین حاصل ہوتا ہے۔ آپ اس کی وضاحت میں معراج النبی ﷺ کی مثال دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جسمانی و معنوی کمال کے لئے اور حق الیقین کے حصول کے لیے معراج سے نوازا جو صرف آپ ﷺ کا خاصہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جسم سمیت معراج کے موقع پر قاب قوسین کے مقام سے نوازا جبکہ سالک کے لیئے آپ صرف معنوی اصلاح کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ ایمان جس قدر پختہ ہوگا، انسان کا معنوی مقام اسی قدر بلند ہوگا۔[۱۹]

معنوی اصلاح میں سیر و سیاحت اور مشاہد قدرت میں غور وفکر کے دوران نورسی علیہ الرحمۃ سالک کے لئے اللہ تعالیٰ سے محبت اور خالق حقیقی کی قدرت میں تدبر کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ آپ کے خیال میں اللہ تعالیٰ کی یاد کے بغیر مشاہد قدرت کے نظارے سے سالک کو روحانی اور معنوی فائدہ حاصل نہیں ہوسکتا۔ اس کی مثال آپ علیہ الرحمۃ ایک حدیث نبوی سے دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"زوروا القبور فأنها تذكركم الآخرة"[۲۰]

(قبروں کی زیارت کیا کرو یہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں)

اس لیئے آپ کے نزدیک معنوی اصلاح کے لئے سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ سیر و سیاحت کے دوران یا جلوت میں یاد الٰہی سے اپنے دل کو غافل نہ ہونے دے۔[۲۱]

جمال اور جلال سے متعلق آپ کی فکر

نورسی علیہ الرحمۃ جمال کو آئینہ قرار دیتے ہیں کہ سالک کا کردار اور دامن گناہوں سے پاک اور صاف ہونا چاہیئے تاکہ اس کے دل میں جمال کی کیفیت پیدا ہوسکے جو اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا

مرکز ثابت ہو اور اس جمال کی جھلک سالک کے گفتار اور کردار میں نظر آئے۔ نورسی علیہ الرحمۃ جلال اور جمال کو باہم متداخل قرار دیتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ جمال پہ اگر جلال کا پہرا نہ ہو تو جمال بسا اوقات سالک کو گمراہی کی طرف لے جاتا ہے۔ اس لیے جمال کی کیفیت کو محفوظ رکھنے اور گمراہی سے بچنے کے لیے جلال یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت و بڑائی اور خشیت الٰہی کا ہونا ضروری ہے تا کہ جمالی کیفیات سے سلوک میں استفادہ کیا جاسکے۔

آپ علیہ الرحمۃ مستقبل کے سالکین کے لئے جمال اور جلال سے متعلق ایک نیا مقصد متعین کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جمال سے مراد تزکیہ نفس، روحانی کیفیات اور تقرب الٰہی ہے جس کو حاصل کرنے کے بعد دعوت الی اللہ کو لوگوں تک اور خاص طور پر تہذیب مغرب سے متاثر لوگوں تک مؤثر طریقے سے پہنچانے کے لیے جلال کا ہونا ضروری ہے جو مالی خوشحالی اور طاقتور اسلامی ممالک کی سرپرستی سے حاصل ہوگا۔(۲۲)

اس لیے آپ علیہ الرحمۃ روحانی کیفیات، واردات، وجدان اور حالت صحو کو جلال و جمال کے مابین توازن سے مشروط کرتے ہیں کہ اگر سالک کے جمال اور جلال کے درمیان توازن اور اعتدال ہوگا تو وہ سکر کی حالت سے نکل کر صحو کے درجہ پر فائز رہے گا۔ یعنی آپ علیہ الرحمۃ کے نزدیک بیم و رجا کے درمیان توازن اور اعتدال ہی سالک کی اصل کامیابی ہے۔

مقصد خلود

آپ علیہ الرحمۃ خلود، بقا اور آخرت کی کامیابی کو تزکیہ نفس اور روحانی تربیت سے مشروط قرار دیتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ انسان کے جسم کو موت آتی ہے جبکہ روح موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ اس لیے اگر سالک اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اپنا تزکیہ کر لیتا ہے اور ایمان پر ثابت قدم رہتا ہے اور برائیوں سے بچنے اور نیکی کرنے میں ہوشیاری سے کام لیتا ہے تو وہ مقصد خلود حاصل کر لیتا ہے اور آخرت کی کامیابی اس کا مقدر ٹھہرتی ہے۔(۲۳)

آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ دنیاوی مصیبتوں اور تکالیف کا تعلق انسان کی روح سے ہوتا ہے یہ مصائب و آلام سالک میں جمالی کیفیات پیدا کرتے ہیں اور اس سے تزکیہ نفس حاصل ہوتا ہے۔ جو سالک کی اخروی کامیابی کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ خود نورسی علیہ الرحمۃ نے قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں اور اسے آپ علیہ الرحمۃ سنت یوسفی قرار دیتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِينَ"[۲۴]

اس لیے آپ علیہ الرحمۃ کے نزدیک قید و بند کی صورت میں سالک کو مدرسہ یوسفی کا فیض حاصل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ نفس کو برائیوں سے بچانا اور اسے نیکی کے راستے پر گامزن کرنا بھی مشکل سے خالی نہیں جس سے انسان کی روحانی تربیت ہوتی ہے۔ اس لئے دنیاوی مصیبت برداشت کرنے سے سالک مقصد خلود حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

۳۔ سالک کی سماجی اور دنیوی اصلاح سے متعلق مقاصد

نورسی علیہ الرحمۃ نے سالک کے لئے جامع نصاب سلوک فراہم کیا ہے اور سالک کی صرف روحانی اور معنوی ترقی ہی نہیں بلکہ روحانی تربیت کے دیگر لوازمات یعنی خدمت خلق اور دعوت و تبلیغ کی اہمیت کو بھی راہ سلوک کے مسافر کے لیے اجاگر کیا ہے۔ نورسی علیہ الرحمۃ سالک کی دنیاوی امور سے متعلق بھی رہنمائی کرتے ہیں اور اسے گوشہ نشینی ترک کر کے اہل وعیال، افراد اور معاشرے کی تربیت کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ لہٰذا آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عزلت نشینی، مقاصد سلوک میں سے قطعاً نہیں ہے۔ بلکہ سلوک کا اصل مقصد دنیا کو آباد رکھنے کے ساتھ ساتھ دنیا میں امن ومان قائم رکھنے، دنیا کی بھلائی اور افراد کو دعوت و تبلیغ کرنے کی ذمہ داری ادا کرنا ہے۔

آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سلوک اصل مقصد نہیں بلکہ یہ دنیا کے اصل حسن یعنی خیر خواہی، امن و امان اور غلبہ دین کے مقاصد کے حصول کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے سالک کو گوشہ نشینی ترک کرتے ہوئے اپنے تزکیہ کے ساتھ ساتھ غلبہ دین کے مقصد کے حصول کے لیے تگ و دو کرنی چاہیے اور معاشرے کے ساتھ اپنا رابطہ استوار رکھنا چاہیے۔[۲۵] اس لیے نورسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک اس مقصد کے حصول کے لیے سالک کو عزم وہمت کا ایک پہاڑ ہونا چاہیے جو اس راہ میں آنے والی تمام مشکلات اور مصائب و آلام کو خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کرتے ہوئے صبر وشکر سے کام لے۔

نورسی علیہ الرحمۃ سالک کی سماجی اصلاح و تربیت سے متعلق اسے اہل و عیال، افراد اور معاشرے کی تربیت کے ساتھ ساتھ سالک کو سائینسی علوم میں غور وفکر کا مشورہ بھی دیتے ہیں تا کہ اس سے عقیدہ میں پختگی آئے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان ویقین میں مزید اضافہ ہو۔

اہل و عیال کی تربیت

نورسی علیہ الرحمۃ سالک کو اپنی تربیت کے بعد سب سے پہلے اہل و عیال کی تربیت کا مشورہ دیتے ہیں۔ آپ گھر کو چھوٹی دنیا قرار دیتے ہیں اس لیے آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر سالک اپنے گھر والوں کی تربیت نہ کر پائے تو اس سے اس کے اپنے معمولات متاثر ہوں گے اور دعوت و تبلیغ میں ممکنہ کامیابی سالک کو حاصل نہیں ہو گی۔ لیکن اگر سالک تربیت اور دعوت و تبلیغ کا آغاز اپنے گھر سے کرے گا تو اس کے گھر والے اس کے اس کار خیر میں معاون ہوں گے جس سے تربیت معاشرہ میں سالک کو زیادہ کامیابی حاصل ہو گی۔ اور اگر تربیت معاشرہ کی مہم میں اسے روکاوٹوں اور مصائب کا سامنا کرنا پڑے تو اس کے اہل و عیال اس کی تسکین کا سبب بنیں گے۔(۲۶)

نورسی علیہ الرحمۃ اولاد کی تربیت سے پہلے بیوی کی تربیت کو ضروری قرار دیتے ہیں کیونکہ بچوں کی تربیت کا انحصار باپ سے زیادہ ماں پر ہوتا ہے۔ اس لئے نورسی علیہ الرحمۃ اچھی بیوی کو جنت قرار دیتے ہیں اور بیوی سے حسن سلوک کی تاکید کرتے ہیں تاکہ بچوں کی تربیت میں وہ اپنے شوہر کی مدد کر سکے۔ لہٰذا آپ علیہ الرحمۃ بچوں کی تربیت کے لیے گھر کے دینی ماحول کو پہلی ترجیح قرار دیتے ہیں کہ بچے ماحول سے سیکھتے ہیں اس لیے اگر گھر کا ماحول خالصتاً دینی ہو گا اور بچوں کا گھر ان کے لیے علم و عرفان کا مرکز اور تربیت گاہ ہو گی تو اس سے بچے اچھے کردار کے مالک بنیں گے اور آخرت میں اپنے والدین کے لیے شفاعت کریں گے۔ اور اگر اس کے برعکس گھر کا ماحول مغرب زدہ ہو گا تو بچے اپنے والدین کے لئے دنیاوی اور اخروی خسارے کا سبب بنیں گے۔(۲۷)

لہٰذا آپ علیہ الرحمۃ بچوں کی ان کے بچپن سے ہی تربیت کا مشورہ دیتے ہیں تاکہ دینی ماحول اور مزاج اس کی طبیعت کا آسانی سے حصہ بن سکے۔ اگر والدین بچوں کی ابتدائی عمر میں ان کی دینی تربیت کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں تو یقیناً بچے دین سے دوری اختیار کریں گے جو بعد ازاں والدین کی رسوائی کا سبب بن سکتے ہیں۔ اس لئے نورسی علیہ الرحمۃ اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ بچوں کو بلوغت سے قبل تمام اخلاق حسنہ سے آراستہ کر دینا چاہیے تاکہ بالغ ہونے کے بعد ان کے لیے نیکی کرنا آسان اور برائی مشکل ہو جائے۔(۲۸)

افراد کی تربیت

نورسی علیہ الرحمۃ سالک کی سماجی ذمہ داریوں میں تربیت افراد کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کے خیال میں معاشرے، افراد سے تشکیل پاتے ہیں۔ اس لئے اگر افراد کی تربیت عمدہ طریقے سے کی جائے تو معاشرہ خود بخود سے سنور جاتا ہے۔ اس لیے آپ علیہ الرحمۃ افراد کو اخلاق حسنہ سے مزین کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ اور تربیتِ افراد کے لئے ایسی منظم حکمت عملی چاہتے ہیں جس سے افرادِ معاشرہ کو ہر لمحہ اور زندگی کے ہر شعبہ میں مسلسل خود کو اخلاق حسنہ سے آراستہ کرنے کی ترغیب ملتی رہے تاکہ نفس کو اس پہ غالب آنے کا موقع ہی نہ ملے۔ اس کے لیے آپ علیہ الرحمۃ ایمان اور علم کو ضروری اجزاء قرار دیتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ انسان اس دنیا میں تدریجی طور پر ترقی کرنے کے لیے آیا ہے جو صرف دو چیزوں سے ممکن ہے: علم اور دعاء۔ اس لیے آپ علیہ الرحمۃ کے نزدیک تعلیم اور ایمان سے ہی افراد کی اچھی تربیت کی جا سکتی ہے۔(۲۹)

آپ علیہ الرحمۃ افراد کی تربیت کے لیے سالک کو مشورہ دیتے ہیں کہ ان کی تربیت کا آغاز اسے قرآن و سنت کی تعلیم کی صورت میں کرنا چاہیئے۔ جب معاشرے کا فرد قرآن و سنت کی تعلیم حاصل کرے گا تو وہ سچا مسلمان، کامل انسان، خوش بخت اور اشرف المخلوقات بنے گا۔ کیونکہ جب وہ فرائض احسن طریقے سے ادا کرے گا اور برائیوں اور گناہوں سے اجتناب کرے گا تو اسے دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہو گی اور وہ اپنے خاندان، معاشرے اور ملک کے لیے مفید فرد ثابت ہو گا۔(۳۰)

آپ علیہ الرحمۃ پر امن معاشرے کے قیام کے لئے سالک کو ہدایت کرتے ہیں کہ وہ افراد کی تربیت اس طور پر کریں کہ وہ کسی سے لڑائی جھگڑا نہ کرے۔ اگر کوئی اس کو تکلیف دے یا ضرر رسانی سے کام لے تو وہ بدلے میں لڑائی جھگڑے سے کام نہ لے کیونکہ اس سے معاشرے میں بگاڑ اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے نورسی علیہ الرحمۃ مومن سے دشمنی اور عداوت کو بڑا ظلم قرار دیتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ افرادِ معاشرہ کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ درشتی کا جواب حسن سلوک اور حسن اخلاق سے دیں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"وَ لاَ تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَ لاَ السَّيِّئَةُ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ"(۳۱)

اس لیے آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر تو اپنے دشمن پر غالب آنا چاہتا ہے تو اس کی دشمنی کا جواب حسن سلوک اور حسن اخلاق سے دے کہ اس سے دشمنی کی آگ کو خاکستر کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ برائی کا جواب برائی سے دینے سے دشمنی میں اضافہ ہو گا جو مسلم معاشرے کے لئے بہت خطرناک ہے۔ جبکہ نورسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک مومن کی تو شان ہی یہی ہے کہ وہ خوش خلق اور عفو درگزر سے کام لینے والا ہوتا ہے۔(۴۲)

آپ علیہ الرحمۃ افراد کو تلقین کرتے ہیں کہ وہ خود کو جھوٹ، غیبت، ہرزہ سرائی اور بری گفتگو سے محفوظ رکھیں۔ کیونکہ یہ ایسے اخلاق سیئہ ہیں جس سے معاشرے میں فتنہ اور فساد پیدا ہوتا ہے۔ اور اس کے بدلے وہ اپنی زبان کو درود شریف اور ذکر واذکار سے تر رکھے تا کہ وہ راہ الی اللہ کا مسافر، سچا مسلمان اور خالص بندہ بن جائے۔(۴۳)

معاشرے کی تربیت میں سالک کی ذمہ داری

نورسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اسلام اجتماعیت کا درس دیتا ہے۔ اس لیے سالک کی اہم ترین ذمہ داری، اصلاح معاشرہ بھی ہے جس کے لئے نورسی علیہ الرحمۃ مساجد کو تبلیغ و اصلاحِ معاشرہ کا سب سے اہم ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ عصر حاضر میں اصلاح معاشرہ کے لئے سکولز کالجز اور جامعات کو بطور ذریعہ استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن اس کے لئے دینی اور تبلیغی نصاب کا شامل ہونا بہت ضروری ہے اور اساتذہ میں خلوص اور دینی تڑپ کا ہونا ضروری ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ نورسی علیہ الرحمۃ حلقاتِ درس کو بھی اصلاح معاشرہ کے لئے بہت بڑا اور موثر ذریعہ قرار دیتے ہیں۔ آپ علیہ الرحمۃ کے خیال میں اسلاف جو اصلاح معاشرہ کے مقصد میں کامیاب ہوئے ہیں اس کی بڑی وجہ حلقات درس ہیں۔ اس لئے نورسی علیہ الرحمۃ چھوٹے بڑے ہر قسم کے حلقات درس کے قیام کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ بلکہ آپ فرماتے ہیں کہ بڑے پیمانے پر حلقات درس کے ساتھ چھوٹے پیمانوں یعنی اپنے گھر میں اپنے بیوی بچوں سے حلقات شروع کر کے پھر اس میں ہمسایوں اور پھر اعزاء و اقارب تک اسے وسیع کیا جائے۔ اس سے معاشرے میں بہتری آئے گی اور دین اسلام سے لگاؤ بڑھے گا۔(۴۴)

آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ سالک اصلاح معاشرہ کی کاوش میں اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنی انانیت کو ترک نہیں کر دیتا کیونکہ دعوت و تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کے عمل میں اسے بہت سی تکالیف اور سخت رد عمل کا سامنا کرنا پڑے گا جسے برداشت کرنا اس کی اصل

کامیابی ہے۔ نورسی علیہ الرحمۃ اصلاح معاشرہ اور پرامن معاشرے کے قیام کے لیے حسد کے خاتمے کو بھی ضروری قرار دیتے ہیں اور اس کا علاج یہ بتاتے ہیں کہ ہر وہ نعمت جس پر دنیادار حسد کر سکتے ہیں یعنی مال، طاقت اور عہدہ وغیرہ، ان سب کو فانی سمجھا جائے اور ان کے حصول کے لیے زیادہ محنت سے کام نہ لیا جائے۔ آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ معاشرے میں امن و سکون اس صورت میں ہو سکتا ہے جب خواص و عوام اور امیر و غریب کے درمیان توازن قائم ہو۔ تاکہ سب لوگ ایک دوسرے کا احترام کریں اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور شفقت سے پیش آئیں۔[۳۵]

آپ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اصلاح معاشرہ کے لیئے ضروری ہے کہ افرادِ معاشرہ پاکدامنی کا اہتمام کریں جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

''يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِأَزْوَاجِكَ وَ بَنَاتِكَ وَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ ذٰلِكَ أَدْنَىٰ أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ''[۳۶]

اس آیت کی روشنی میں عورتوں کو حجاب کا اہتمام کرنا چاہیے اور گھر سے باہر زیب و زینت کو ترک کرنا چاہیے کیونکہ حجاب سے عورت کی عزت و تکریم میں اضافہ ہوتا ہے اور معاشرہ پاکیزہ ہو جاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ نورسی علیہ الرحمۃ مقاصد سلوک کو صرف سالک کی معنوی اور روحانی اصلاح تک ہی محدود نہیں رکھتے۔ کیونکہ صرف سالک کی ذاتی تربیت سے سلوک کے تمام مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے بلکہ روحانی تربیت اور تزکیہ نفس تو اصلاح معاشرہ کے مقصد کا ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے نورسی علیہ الرحمۃ کے نزدیک سلوک کا اصل مقصد تو افراد اور معاشرے کی اصلاح ہے۔ اس طرح آپ علیہ الرحمۃ مقاصد سلوک کے باب میں اپنا منفرد مقام رکھتے ہیں اور تصوف و سلوک کو گوشہ نشینی اور تہذیب نفس کے نظریات سے نکال کر اسے عالمگیر اصطلاح کے طور پر پیش کرتے ہیں جس سے تصوف اپنی کامل اصطلاح کے ساتھ کھل کر سامنے آتا ہے۔ اسی لیئے آپ علیہ الرحمۃ سالک کو گوشہ نشینی ترک کر کے اسے معاشرے میں اپنا کردار ادا کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ نورسی، بدیع الزماں سعید، مجموعۃ المکتوبات ، مترجم: ملا محمد زاہد الملاز کردی، بیروت، دار الافاق الجدید، ۱۹۸۶م، ص: ۵۸۲

۲۔ أیضاً: ص: ۵۸۶

۳۔ نورسی، بدیع الزماں سعید، الکلمات، مترجم: احسان قاسم صالحی، قاہرہ، دار سوزلر، ۲۰۱۱م، ۱/ ۵۲

۴۔ أیضاً: ۱/ ۲۹۲

۵۔ أیضاً: ۱/ ۵۵۸

۶۔ نورسی، بدیع الزماں سعید، المثنوی العربی النوری، تحقیق: احسان قاسم صالحی، قاہرہ، دار سوزلر، ۲۰۰۱م، ۶/ ۳۶۳

۷۔ البقرۃ: ۲۶۰

۸۔ نورسی، المکتوبات، ۵۷۳

۹۔ نورسی، بدیع الزماں سعید، اشارات الاعجاز فی مظان الایجاز، تحقیق، احسان قاسم صالحی، قاہرہ، دار سوزلر، ۲۰۱۱م، ۵/ ۳۵

۱۰۔ نورسی، الکلمات، ۱/ ۴۱۱

۱۱۔ نورسی، بدیع الزماں سعید، الملاحق فی فقہ دعوۃ النور، ترجمہ، احسان قاسم صالحی، قاہرہ، دار سوزلر، ۲۰۱۱م، ۷/ ۱۰۲

۱۲۔ نورسی، بدیع الزماں سعید، اللمعات، ترجمہ، احسان قاسم صالحی، قاہرہ، دار سوزلر، ۲۰۱۱م، ۳/ ۱۶۸

۱۳۔ نورسی، المثنوی العربی النوری، ۶/ ۱۰

۱۴۔ نورسی، بدیع الزماں سعید، صیقل الاسلام، ترجمہ و تحقیق: احسان قاسم صالحی، قاہرہ، دار سوزلر، ۲۰۱۱م، ۸/ ۵۳۵

۱۵۔ نورسی، اللمعات، ص: ۲۲۷

۱۶۔ القصص: ۵۰

۱۷۔ نورسی، المکتوبات، ص: ۴۲۶

۱۸۔ نورسی، بدیع الزماں سعید، الشعاعات، ترجمہ و تحقیق: احسان قاسم صالحی، قاہرہ، دار سوزلر، ۲۰۱۱م، ۲۵۵

۱۹۔ نورسی، المکتوبات، ص: ۵۹۳

۲۰۔ ابن ماجہ، ابو عبداللہ محمد، السنن، بیروت، دار الفکر، ۱/ ۵۰۰ کتاب الجنائز، باب ما جاء فی زیارۃ القبور، حدیث نمبر: ۱۵۶۹

۲۱۔ ذکریات عن سعید النورسی، ص: ۹۷

https://www.kutub-pdf.net 26-02-2021:08:50pm

۲۲۔ دباغ، ابراہیم، من ملامح التربیۃ السلوکیۃ عند النورسی، مشمولہ، النور للدراسات الحضاریۃ، جنوری، ۲۰۱۱، شمارہ: ۴، ص: ۱۳۰

۲۳۔ نورسی، الشعاعات، ص: ۲۵۲

۲۴۔ یوسف: ۴۲

۲۵۔ نورسی، المکتوبات، ص: ۵۴۸

۲۶۔ نورسی، الشعاعات، ص: ۲۸۲

۲۷۔ نورسی، اللمعات، ص: ۳۰۱

۲۸۔ نورسی، الشعاعات، ص: ۲۸۳

۲۹۔ ڈاکٹر علی عبد الحلیم محمود، منہج التربیۃ عند الاخوان المسلمین، منصورہ، دار الوفاء، ص: ۳۰

۳۰۔ نورسی، الشعاعات، ص: ۵۲۲

۳۱۔ فصلت: ۳۴

۳۲۔ نورسی، المکتوبات، ص: ۳۴۳

۳۳۔ أیضاً، ص: ۵۱۹

۳۴۔ أیضاً، ص: ۳۴۷

۳۵۔ نورسی، الکلمات، ص: ۴۷۴

۳۶۔ الأحزاب: ۵۹